سوال

ساتھ رویہ (62)

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض دین دار حضرات اس بات کو اسلامی غیرت وحمیت کا تقاضا سمجھتے ہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ ان کا سلوک معاندانہ ہو۔ یہ لوگ غیر مسلموں کے لیے اپنے دل میں ایک طرح کا بغض وعناد رکھتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے ہیں جو ان پر ظلم وزیادتی کو گناہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے دینی حمیت قرار دیتے ہیں۔ اگر کسی ا

براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ کس طرح کے سلوک کا حکم دیتا ہے۔ یہ سلوک بغض وعداوت پر مبنی ہونا چاہیے یا اخوت ومحبت اور رواداری پر؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہیے ایک نہایت سنجیدہ اور اہم مسئلہ ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سلسلے میں اسلام کا صحیح موقف پیش کیا جائے کیونکہ بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں اس معاملے میں زبردست غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ میر

1۔ پہلی بات یہ ہے کہ بعض شدت پسند مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ معاندانہ رویہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ اس سلسلے میں اسلام کو قصوروار نہیں تصور کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام نے اس کا حکم نہیں دیا ہے۔

2۔ اپنے اس سخت گیر موقف کی وجہ سے اس طرح کے مسلمان نہ صرف یہ کہ دوسرے مسلمانوں کے لیے مسئلہ بن جاتے ہیں بلکہ خود اسلام کی بدنامی کا بھی سبب بن جاتے ہیں۔ غیر مسلمین ان کا یہ رویہ دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ان کا دین اسلام اس طرح سے غیر اخلاقی سلوک کا حکم دیتا ہے۔

3۔ اگر ان سخت گیر قسم کے مسلمانوں کے ماحول کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے اس رویے کے پیچھے صرف مذہبی عنصر ہی کارفرما نہیں ہے بلکہ بعض نفسیاتی، معاشرتی اور اقتصادی عوامل بھی کارفرما ہیں۔

4۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ ان کا معاندانہ سلوک خود غیر مسلموں کے معاندانہ سلوک کا رد عمل ہے۔ چونکہ بعض شدت پسند غیر مسلم عناصر مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اس لیے اس کے رد عمل میں بعض مسلمان بھی ان کے ساتھ اس طرح کے رویہ کو جائز تص

ان حقائق کے بعد آئیے ذرا معلوم کریں کہ غیر مسلموں کے ساتھ رویہ کے سلسلے میں اسلام کا بنیادی تصور کیا ہے؟

اس معاملہ میں قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ معاملات میں ہمارا رویہ رواداری پر مبنی ہونا چاہیے۔ اسلام اس سلسلے میں مندرجہ ذیل بنیادی اصول پیش کرتا ہے۔

ـ1:

رکَرَّمنا بَنى ءادَمَ... ٧٠... سورة الإسراء

نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو تکریم عطا کی ہے۔''

نے تمام انسانوں کو معزز ومکرم بنایا ہے، اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ انسان کی حیثیت سے ہم ہر انسان کی عزت وتکریم کریں۔ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا۔ آ

ـ2:

وَلَو شاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النّاسَ أُمَّةً وٰحِدَةً وَلا يَزالونَ مُختَلِفينَ ١١٨... سورة هود

ہتا تو تمام انسان کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سب الگ الگ ہیں۔''

ں کا مسلم یا کافر ہونا اللہ کی مرضی سے ہے اس لیے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی شخص کو قہراً جبراً مسلمان بنایا جائے۔ اللہ فرماتا ہے:

وَلَو شاءَ رَبُّكَ لَءامَنَ مَن فِى الأَرضِ كُلُّهُم جَميعًا أَفَأَنتَ تُكرِهُ النّاسَ حَتّىٰ يَكونوا مُؤمِنينَ ٩٩... سورة يونس

ب چاہتا تو زمین کے سارے لوگ ایمان لے آتے۔ کیا تم لوگوں کے ساتھ زور زبردستی کرنا چاہتے ہو تاکہ وہ ایمان لے آئیں؟''

ـ3:

فَلِذٰلِكَ فَادعُ وَاستَقِم كَما أُمِرتَ وَلا تَتَّبِع أَهواءَهُم وَقُل ءامَنتُ بِما أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتٰبٍ وَأُمِرتُ لِأَعدِلَ بَينَكُمُ اللَّهُ رَبُّنا وَرَبُّكُم لَنا أَعمٰلُنا وَلَكُم أَعمٰلُكُم لا حُجَّةَ بَينَنا وَبَينَكُمُ اللَّهُ يَجمَعُ بَينَنا وَإِلَيهِ المَصيرُ ١٥... سورة الشورىٰ

، لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔ ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے ہمارے اعمال ہمار۔

ـ4:

وَلا يَجرِمَنَّكُم شَنَـٔانُ قَومٍ عَلىٰ أَلّا تَعدِلُوا اعدِلوا هُوَ أَقرَبُ لِلتَّقوىٰ... ٨... سورة المائدة

م کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم عدل وانصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔''

ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

وم وَاِن کَانَ کَافِرًا فَاِنَّہٗ لَیْسَ دُوْنَہَا حِجَابٌ " (مسند احمد)

اافر ہو اس کی پکار کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے ۔ (اس کی پکار فوراً خدا تک پہنچتی ہے)''

یہ ہیں اسلام کے چند بنیادی اصول ۔ ان اصولوں کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ کے سلسلے میں اسلام کا کیا موقف ہے ؟ اسلام کی نظر میں غیر مسلموں کی دو قسمیں ہیں ۔

1 ۔ غیر مسلموں کی ایک قسم وہ ہے جن کا دین آسمانی ہے اور جنھیں ہم اہل کتاب کہتے ہیں مثلاً یہودی اور عیسائی ۔

2 ۔ غیر مسلموں کی دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کا دین خود ان کا وضع کردہ ہے اور ان میں بت پرستی پائی جاتی ہے ۔ مثلاً ہندو جو کہ بت پوجتے ہیں یا مجوسی جو کہ آگ پوجتے ہیں ۔

لامی شریعت میں دوسری قسم کے غیر مسلموں کے مقابلہ میں پہلی قسم کے غیر مسلموں کا معاملہ قدرے مختلف ہے ۔ چنانچہ اسلام نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا ہے اور ان کی عورتوں سے شادی جائز قرار دی ہے :

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّہُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْہُنَّ اُجُوْرَہُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۵ ... سورۃ المائدۃ

ں آج تمہارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے ، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو ، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں

ان کی عورتوں سے شادی کی اجازت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سارے سسرالی رشتہ دار اہل کتاب ہیں اور اس کے بچے کے ماموں خالہ نانا نانی وغیرہ بھی اہل کتاب ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں تسامح اور رواداری کی یہ عظیم ترین مثال ہے ۔

ایک دوسرے زاویہ سے غیر مسلموں کی دو قسمیں ہیں ۔

1 ۔ ایک قسم ان غیر مسلموں کی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے تئیں کھلم کھلا دشمنی رکھتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور انھیں تباہ و برباد کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ۔

2 ۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں سے کوئی بیر نہیں رکھتے اور نہ ہی انھیں نقصان پہنچانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں ۔ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ نارمل طریقہ سے اور دوستانہ ماحول میں زندگی گزارتے ہیں ۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے سلسلے میں اسلام کا موقف ایک جیسا نہیں ہوسکتا ۔ اگر کوئی مسلمان ان دونوں قسم کے غیر مسلموں کے ساتھ ایک ہی جیسا برتاؤ کرتا ہے تو وہ انتہائی غلطی پر ہے ۔

پہلی قسم کے غیر مسلموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی موالات ، دوستی ، ہمدردی اور میل ملاپ سے منع فرمایا ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے ساتھ دشمنی اور جنگ پر آمادہ ہیں اور ہمارا وجود انھیں برداشت نہیں ہے ۔ جب کہ دوسری قسم کے غیر مسلموں کے ساتھ ہمیں حسن سلوک اور عدل و انصاف پر مبنی معا

لَا یَنْہٰىکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْہُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْہِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۸ اِنَّمَا یَنْہٰىکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰہَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْہُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّہُمْ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۹ ... سورۃ الممتحنۃ

گوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا ، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (8) اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے

کسی اسلامی ملک کے اندر رہنے والی غیر مسلم اقلیت کو اسلامی شریعت کی اصطلاح میں اہل ذمہ کہتے ہیں ۔ اہل ذمہ کا مفہوم یہ ہے کہ غیر مسلم اللہ ، رسول اور مسلمانوں کی پناہ میں ہیں ۔ اب ان کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان حقوق کے عوض ان پر جزیہ فرض کیا ہے ۔

یر مسلموں کو جزیہ محسوس کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس لفظ کو بدل دیا جائے کیونکہ اس میں حقارت کی بو آتی ہے ۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بعض عیسائیوں نے مطالبہ کیا تھا ۔ وہ ٹیکس دینے کے لیے تیار تھے لیکن جزیہ کے نام پر نہیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ـ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ایک نہایت اہم بات کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ اصل اہمیت نام کی نہیں بلکہ مقصد و غایت کی ہے ۔ اگر مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اسے کسی بھی نام سے تعبیر کیا جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

رح مسلمانوں کی جان و مال اور ان کے حقوق کی حفاظت کی ذمے داری اسلامی حکومت پر عائد ہوتی ہے ، اسی طرح غیر مسلم اقلیت کی جان و مال کی حفاظت ، ان کے تمام شہری حقوق اور ان کے مذہبی مقامات و مقدسات کی دیکھ بھال کی ذمے داری اسلامی حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ غیر مسلم اقلیت کے لیے اس

نونی حیثیت سے غیر مسلم اقلیت جن رعایتوں اور رواداریوں کی مستحق ہے انھیں ہم مختصراً یوں بیان کرسکتے ہیں :

1 ۔ انھیں اپنے دین و مذہب کی مکمل آزادی حاصل ہے ۔ انھیں بزور طاقت اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان پر کسی قسم کی سیاسی ، معاشی یا سماجی پابندی عائد کی جاسکتی ہے ۔

2 ۔ انھیں اپنے مذہبی رسم و رواج اور عبادات پر عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے ۔ انھیں اس بات پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے کسی دینی فریضے کو ترک کردیں یا کوئی ایسا کام کریں جو ان کے مذہب کی رو سے گناہ ہے ۔ مثلاً اگر یہودی سنیچر کے دن کام کرنے کو اپنے مذہب کی رو سے غلط تصور کرتا ۔

3 ۔ ان کے مذہب میں جو چیز حلال ہے اس پر ان کے لیے پابندی نہیں لگائی جاسکتی اگرچہ وہ چیز اسلام میں صریح حرام ہو ۔ اسی طرح جو چیز ان کے مذہب میں حرام ہے اسے اپنانے پر انھیں مجبور نہیں کی جاسکتا اگرچہ وہ چیز اسلام میں حلال ہو ۔ مثلاً اگر عیسائیوں کے مذہب میں سور کا گوشت کھانا اور شراب پینا

یتیں اور رواداریاں ہیں جو غیر مسلم اقلیت کو قانوناً حاصل ہیں ۔ ان کے علاوہ بعض ایسی رواداریاں بھی ہیں جو قانون کے دائرے میں نہیں آتی ہیں بلکہ حسن اخلاق کے زمرے میں آتی ہیں اور جنھیں اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ۔ مثلاً ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا سلوک اور برتاؤ حسن ا

وَصَاحِبْہُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ... ۱۵ ... سورۃ لقمان

والدین کے علاوہ غیر مسلمین جو ہمارے ساتھ مذہبی دشمنی نہیں رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا برتاؤ عدل و انصاف اور حسن اخلاق پر مبنی ہونا چاہیے ۔

ان الٰہی ہے :

لَا یَنْہٰىکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْہُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْہِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۸ ... سورۃ الممتحنۃ

نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا ، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''

ایک دوسری آیت میں اللہ فرماتا ہے کہ مشرکین کو راہِ راست پر لانا تمہارا نہیں بلکہ اللہ کا کام ہے ۔ ان کے مشرک ہونے کے باوجود ان کی مالی مدد سے تم گریز نہ کرو ۔

لَیْسَ عَلَیْکَ ہُدٰىہُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ ... ۲۷۲ ... سورۃ البقرۃ

ہدایت دینا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے ۔ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم مال خرچ کرو گے اس میں تمہارا ہی بھلا ہے ۔ اور تم صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے مال خرچ کرتے ہو ۔''

ماگردرشید محمد بن حسن روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں جب قحط کی صورت پیدا ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے قریب مشرکین کی مدد کے لیے مالی امداد نہ کی حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کیا تھا۔بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ حضرت اسماء ر

ر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب اور مشرکین کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ ان کی خیریت دریافت کرتے، حتی المقدور ان کی مدد کرتے اور ان کے بیماروں کی تیمارداری کرتے۔

ہی میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ نجران سے ایک عیسائی وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے مدینہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اس وقت عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مسجد نبوی ہی میں تشریف فرما تھے۔ اسی درمیان میں عیسائیوں کی عبادت کا وقت ہوگیا۔

ید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے گھر والوں کے لیے صدقہ جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔

ری شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار یہودی کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور باتوں باتوں میں اسے اسلام قبول کرنے کی پیش کش کی چنانچہ اس حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔

ایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی اخراجات کے لیے کسی یہودی سے قرض لیا اور رہن کے طور پر اپنی زرہ اس کے پاس رکھ دی اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو کسی صحابی سے قرض لے سکتے تھے۔ سارے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم

یہ ہیں قرآن وحدیث کی چند دلیلیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا سلوک حسن اخلاق اور حسن معاشرت پر مبنی ہونا چاہیے۔ ان کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی عملی زندگی سے بھی مختلف دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

ت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غریب یہودی کے گھر والوں کے لیے بیت المال سے ماہانہ وظیفہ جاری کروایا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

دَقٰتُ لِلفُقَراءِ وَالمَسٰكينِ...[٦٠]...سورة التوبة

مدقہ فقراء ومساکین کے لیے ہے"

اور فرمایا کہ فقراء ومساکین یہودی اور عیسائیوں میں بھی ہوسکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سفر میں عیسائیوں کے ایک گاؤں سے گزرے۔ گاؤں والوں کو کوڑھ کا مرض لاحق تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال کی رقم سے ان کی مدد کا حکم جاری کیا۔

ی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مجوسی ابولولوٴ نے شہید کیا تھا۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بستر مرگ پر لوگوں کو وصیت کی کہ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ یہ واقعہ بخاری شریف میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

ضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ پڑوس میں جا کر فلاں یہودی کو قربانی کے گوشت میں سے ایک حصہ دے دے۔ غلام نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا کہ قربانی کے گوشت میں یہودی کا حصہ کیسے ہوسکتا ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ بھی تو

نی بِالجارِ حَتّىٰ ظَنَنتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ" (بخاری ومسلم)

لام مجھے بار بار پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وراثت کا حقدار بنا دیں گے۔''

پادریوں کو صدقہ فطر دینے میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے بعض مثلاً امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر تابعین عیسائی پادریوں کو زکوٰۃ کی رقم دینے میں بھی کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے۔

ہ علیہ کے سلسلے میں ایک مشہور روایت ہے کہ انھوں نے تیمور لنگ سے جنگی قیدیوں کی رہائی کی بات چیت کی۔ تیمور لنگ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے احترام میں صرف مسلم قیدیوں کو رہا کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بضد ہوگئے کہ صرف مسلم قیدیوں کو رہا کرنے سے بات نہیں بنے گی بلکہ

ث کی واضح تعلیمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے عملی نمونوں کو دیکھ کر یہ سمجھنا کس قدر آسان ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور خاص کر ان غیر مسلموں کے ساتھ جو کسی اسلامی ملک میں اقلیت کی حیثیت ر

---

[1]۔ اسلامی شریعت کے مطابق اہل ذمہ کی حیثیت وہی ہے جو کسی مسلمان شہری کی ہے۔ وہ بھی مسلمانوں کی طرح پہلے درجہ کے شہری ہیں اور انھیں وہ تمام حقوق ومراعات حاصل ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

سیاسی مسائل، جلد: 2، صفحہ: 305

محدث فتویٰ